نام کتاب ——— منتخب نصاب حصّہ پنجم (الکہف - آیات 27 تا 29)

طبع اوّل (فروری 2006ء) ——— 1000

زیر اہتمام ——— انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی

پیشکش pdf format از www.hamditabligh.net

کراچی میں لائبریریز اور مکتبہ جات کے پتے

1- قرآن اکیڈمی، خیابان راحت، درخشاں، فیز 6، ڈیفنس فون: 23-5340022

2- 11 - داؤد منزل' نزد فریسکو سوئیٹ' آرام باغ فون: 2216586 - 2620496

3- حق اسکوائر' عقب اشفاق میموریل ہسپتال' بلاک C-13' گلشن اقبال فون: 65-4993464

4- دوسری منزل، حق چیمبر، بالمقابل بسم اللہ تقی ہسپتال، کراچی ایڈمنسٹریشن سوسائٹی فون: 4382640

5- قرآن مرکز، نزد مسجد طیبہ، سیکٹر 35/A، زمان ٹاؤن، کورنگی نمبر 4 فون: 5078600

6- فلیٹ نمبر 2، محمدی منزل، بلاک ''K''، نارتھ ناظم آباد فون: 6674474

7- قرآن مرکز B-181، بالمقابل زین کلینک، نزد مادام اپارٹمنٹس، چھوٹا گیٹ، شارع فیصل۔ فون: 4591442

8- قرآن اکیڈمی یٰسین آباد، فیڈرل بی ایریا بلاک 9 فون: 6337361

9- فلیٹ نمبر A-104، اقراء کمپلیکس، بلاک 17، پرفیوم چوک، گلستان جوہر۔ فون: 8268184

10- قرآن مرکز، R-20، پایونیئر فاؤنٹین، فیز 2، گلزار ہجری، KDA اسکیم 33 فون: 4645101

11- متصل محمدی آٹوز، اسلام چوک، سیکٹر 11 1/2، اورنگی ٹاؤن۔ فون: 0320-5063398

12- قرآن مرکز لانڈھی، مکان نمبر 861، سیکٹر D-37، لانڈھی نمبر 2، نزد رضوان سوئیٹس

13- رضوان سوسائٹی بس اسٹاپ، یونیورسٹی روڈ۔ فون: 8143055

منتخب نصاب کے تفصیلی دروس کی سماعت کے لئے حاصل کیجئے

الہدٰی سیریز کے 44 آڈیو کیسٹس

الہدٰی کمپیوٹر CD

منتخب نصاب حصّہ پنجم

درسِ سوم : سورۂ کہف آیات 27 تا 29

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ O بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِO

وَاتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا (27) وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا (28) وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۚ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِی الْوُجُوْهَ ۚ بِئْسَ الشَّرَابُ ۚ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا (29)

☆ تمہیدی نکات :

۱- منتخب نصاب کے حصّہ پنجم کا درسِ سوم سورۂ کہف کی آیات 27 تا 29 پر مشتمل ہے۔

۲- اِن آیات میں خطاب نبی اکرم ﷺ سے ہے لیکن بالواسطہ خطاب کا رُخ سردارانِ قریش کی طرف بھی ہے۔ سردارانِ قریش آپ ﷺ کی دعوت کے اوّلین مخاطب تھے۔ آپ ﷺ کی دعوت ایک انقلابی دعوت تھی اور کسی بھی انقلابی دعوت کا اوّلین رُخ سوسائٹی کے غالب طبقات کی طرف ہوتا ہے۔ انقلابی دعوت پس ماندہ طبقات کو اپنا اوّلین ہدف نہیں بنایا کرتی جیسے کہ عیسائی مبلغین کا عام انداز ہوتا ہے کہ پسے ہوئے اور دبے ہوئے طبقات کی دلجوئی کر کے اور کچھ اُن کی خدمت کر کے مثلاً دودھ کے ڈبے تقسیم کر کے یا اُن کے علاج معالجہ کا بندوبست کر کے اُن کے دلوں

میں اپنے لئے ایک نرم گوشہ پیدا کرلیا جائے۔ انقلابی دعوت کا مشن نظام کی تبدیلی ہوتا ہے لہٰذا اِس کے اوّلین مخاطب وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے ہاتھ میں نظام کی باگ ڈور ہوتی ہے۔ عوام کی اکثریت ان کے تابع ہوتی ہے۔ اگر یہ مان جائیں تو عوام بھی دعوت کو قبول کر لیتے ہیں۔ اگر یہ ہٹ دھرمی پر اتر آئیں تو عوام کے سامنے اُن کی اخلاقی حیثیت گر جاتی ہے۔ البتہ یہ بھی حقیقت ہے کہ اِن میں سے بہت کم لوگ دعوت قبول کرتے ہیں۔ دعوت کی طرف اوّل اوّل پیش قدمی کرنے والے عوام ہی ہوتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے منصبِ رسالت پر فائز فرمانے کے بعد پہلا حکم دیا کہ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى -- ''جاؤ فرعون کے پاس وہ بہت سرکشی کر رہا ہے'' (نازعات :17)۔ نبی اکرم ﷺ جب مکہ کے حالات سے مایوس ہوکر طائف تشریف لے گئے تو وہاں آپ ﷺ نے پہلے طائف کے تین چوٹی کے سرداروں سے ملاقات کی اور اِسلام کی دعوت اُن کے سامنے رکھی۔ اُن کے انکار کے بعد آپ ﷺ نے عام لوگوں کو دعوت دی۔ مکہ میں بھی آپ ﷺ سردارانِ قریش کو دعوت کے حوالہ سے بڑی اہمیت دیتے تھے۔ آپ ﷺ نے اللہ سے دعا فرمائی کہ اے اللہ عمرو بن ہشام (ابوجہل) یا عمر بن خطاب میں سے کسی ایک کو قبولِ اِسلام کی توفیق عطا فرما۔ سورۂ کہف کی یہ آیات سردارانِ قریش کو دعوت دینے کے ضمن میں اہم ہدایات سے بحث کر رہی ہیں۔

۳- سورۂ کہف کی اِن آیات میں سودے بازی کی اُس پیشکش کا جواب دیا جا رہا ہے جو انقلابی دعوت کے مخالفین یعنی سردارانِ قریش، نبی اکرم ﷺ کے سامنے رکھ رہے تھے۔ انقلابی دعوت کی پہچان ہی یہ ہے کہ نظامِ باطل کے مفاد یافتہ طبقات اِس کی مخالفت کرتے ہیں۔ انقلابی جدوجہد کے دوران نبی اکرم ﷺ کو اُن کے مشن سے ہٹانے کے لئے مخالفین نے تین حربے اختیار کیے :

i- طنز و تشدد   ii- لذاتِ دنیوی کی پیشکش

iii- سودے بازی کی پیشکش

i- طنز و تشدد :

مکی دور کے ابتدائی تین سالوں یعنی سن ۱ تا ۳ نبوی ﷺ میں مخالفین نے طنز اور مذاق کے ذریعہ نبی اکرم ﷺ کی دعوت کو چٹکیوں میں اڑانے کی کوشش کی۔ لیکن جب آپ ﷺ نے کمالِ استقامت کے ساتھ اپنے مشن کو جاری رکھا تو پھر مخالفین تشدد پر اُتر آئے۔ چنانچہ سن ۴ تا ۶ نبوی ﷺ کا دور اہلِ ایمان اور خود نبی اکرم ﷺ پر انتہائی ظلم و ستم کی داستان پیش کرتا ہے۔ اِسی کے نتیجہ کے طور پر مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت ملی۔ ہجرتِ حبشہ کا نتیجہ یہ نکلا کہ اب ساری مخالفت مرتکز ہوگئی خود محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی پر۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ پر عین حرم میں اِس قدر تشدد کیا گیا کہ آپ ﷺ گر کر بیہوش ہوگئے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ دوڑے ہوئے آئے اور پکار کر کہا: اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ ''بدبختو! کیا تم ایک شخص کو صرف اِس جرم کی پاداش میں قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے!''۔ مخالفین نے آپ ﷺ کو چھوڑ کر حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو مارنا شروع کیا اور اتنا مارا کہ آپ ؓ بھی گر کر بیہوش ہوگئے۔ اِسی دور کا واقعہ ہے کہ ابوجہل کے اشارے پر عقبہ بن ابی معیط نے آپ ﷺ پر عین سجدے کی حالت میں اونٹ کی نجاست بھری اوجھڑی ڈال دی۔ اِس طرح بھی ہوا کہ صبح آپ ﷺ گھر سے نکلتے تو ابولہب اور اِس کی بیوی آپ ﷺ کے دروازے کے سامنے کانٹے بچھا دیتے یا یہ کہ آپ ﷺ کسی گلی سے گزر رہے ہیں اور کوئی اوپر سے راکھ یا خاک آپ ﷺ کے سر پر ڈال دیتا۔ اِس سب کے باوجود نبی اکرم ﷺ کا تبلیغِ دین کے لئے جوش اور ولولہ بڑھتا ہی چلا گیا۔

ii- لذاتِ دنیوی کی پیشکش :

سردارانِ قریش نے جب یہ محسوس کیا کہ تشدد کے ذریعہ نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ

کے ساتھیوں کو اُن کے مشن سے روکا نہیں جا سکتا تو اُنہوں نے اب لالچ کا پھندا پھینکا۔ بنو ہاشم کے سردار ابو طالب کے پاس آ کر سردارانِ قریش نے پیشکش کی کہ اگر تمہارے بھتیجے محمد ﷺ کو بادشاہت چاہیئے تو ہم اُسے اپنا بادشاہ تسلیم کرنے کو تیار ہیں، اُسے دولت کی خواہش ہے تو ہم اُس کے قدموں میں دولت کا انبار لگا دیتے ہیں، اگر اُسے کسی جگہ نکاح کرنا ہو تو عرب کے جس گھرانے میں وہ چاہے ہم شادی کرا دیں گے۔ ہم اُس کا ہر مطالبہ ماننے کے لئے تیار ہیں لیکن کسی طریقہ سے تم اُسے توحید کی دعوت سے روک دو۔ ابو طالب نے آپ ﷺ کو بلا کر یہ پیشکش سامنے رکھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی رکھ دیں تب بھی میں اِس دعوت سے باز آنے والا نہیں ہوں۔

اِس کے بعد سردارانِ قریش نے ابو طالب کو دھمکی دی کہ ہمارے صبر کا پیمانہ لبریز ہو رہا ہے، اب تم اپنے بھتیجے کی حمایت چھوڑ دو، ہم اِس سے نپٹ لیں گے۔ اگر تمہارا فیصلہ یہ ہے کہ تم حسبِ سابق خاندانی سطح پر محمد ﷺ کی پشت پناہی اور حمایت برقرار رکھو گے تو پھر ٹھیک ہے، اب بنو ہاشم کا اور قریش کے بقیہ گھرانوں کا کھلا تصادم ہوگا۔ ابو طالب نے گھبرا کر نبی اکرم ﷺ کے سامنے یہ بات رکھی اور ساتھ ہی یہ کہا کہ بھتیجے! مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو جسے میں برداشت نہ کرسکوں۔ گویا ابو طالب کی ہمت بھی جواب دیتی نظر آئی۔ محسوس ہو رہا تھا کہ قریش کے تمام خاندانوں کی طرف سے اِس متحدہ چیلنج کو قبول کرنا اُن کے لئے ممکن نہیں ہے۔ یہ وہ وقت ہے کہ شدتِ تاثر سے آپ ﷺ کی آنکھیں نم ہوگئیں۔ ایک دنیوی سہارا تھا جو اب ساتھ چھوڑ رہا ہے۔ لیکن آپ ﷺ نے نہایت پُرعزم لہجے میں فرمایا کہ چچا جان! خدا کی قسم! یا تو میں اِس کام میں ہلاک ہو جاؤں گا اور یا اللہ اس کام کو پورا کرے گا۔ اللہ نے اِس موقع پر ابو طالب کو بھی ہمت عطا فرمائی، اُنہوں نے کہا کہ پھر ٹھیک ہے بھتیجے! میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔

اِس کا نتیجہ یہ نکلا کہ قریش کے تمام خاندانوں کی جانب سے اب نبی اکرم ﷺ اور بنو ہاشم کے خلاف ایک متفقہ اقدام ہوا جس کے نتیجہ میں یہ طے کیا گیا کہ بنو ہاشم سے ہر قسم کا تعلق منقطع کر لیا جائے۔ یہ ایک طرح کا **Socio-economic** بائیکاٹ تھا جس نے تین سال کی ایک قید کی شکل اختیار کی۔ سن ۷ تا ۱۰ انبوی ﷺ خاندانِ بنو ہاشم کو ایک گھاٹی شعب بنی ہاشم میں محصور کر دیا گیا۔ اِس گھاٹی پر سخت پہرا تھا اور کوئی چیز اندر داخل نہیں ہوسکتی تھی۔ اِس دوران ایسا وقت بھی آیا کہ گھاٹی کی جھاڑیوں کے پتے بھی کھا کر ختم کر دیے گئے۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ بنو ہاشم کے بلبلاتے بچوں کو اِس کے سوا اور کچھ میسر نہیں تھا کہ سوکھے چمڑے اُبال کر اِن کا پانی اُن کے حلق میں ٹپکا دیا جائے۔ بہر حال نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھ خاندانِ بنو ہاشم نے اِس سختی کو جھیلا اور برداشت کیا، مقابلہ میں ہاتھ نہیں اٹھائے لیکن اپنے موقف سے ایک انچ پیچھے نہیں ہٹے۔

کچھ صلح پسند اور نیک لوگوں کی مداخلت کی وجہ سے سن ۱۰ نبوی ﷺ میں یہ قید ختم ہوئی۔ اخلاقی طور پر کفار کو اِس معاملے میں شکست ہوئی کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے موقف میں کوئی نرمی اور کوئی لچک پیدا نہیں کی۔ اِسی سال آپ ﷺ دو دنیوی سہاروں سے محروم ہوگئے۔ حضرت خدیجہؓ جیسی وفا شعار زوجہ اور ابو طالب جیسے شفیق سرپرست کا انتقال ہو گیا۔ گھر میں دلجوئی کرنے والی رفیقۂ حیات تھی، وہ بھی نہ رہی اور خاندانی اعتبار سے سہارا دینے والا ایک پشت پناہ تھا، وہ بھی رخصت ہوا۔ آپ ﷺ نے اِس سال کو ''عام الحزن'' قرار دیا۔ اب بنو ہاشم کا سردار، آپ ﷺ کا بدترین دشمن ابولہب بن گیا۔ سردارانِ قریش کے حوصلے یکدم بلند ہوگئے۔ مشورے ہونے لگے کہ اب وقت ہے کہ محمد ﷺ کے خلاف آخری اقدام کر ڈالا جائے۔ مکہ کے اِن مایوس کن حالات کی وجہ سے آپ ﷺ نے طائف کا سفر

کیا۔طائف میں آپ ﷺ کے ساتھ وہ ظلم وزیادتی ہوئی جو مکہ میں دس سال کے دوران بھی نہ ہوئی تھی۔مکہ واپس آئے تو آپ ﷺ کو شہید کرنے کا فیصلہ ہو چکا تھا۔آپؐ کو ایک مشرک سردار مطعم بن عدی کی سرپرستی لے کر مکہ میں داخل ہونا پڑا۔

iii- سودے بازی کی پیشکش :

تشدد اور لالچ کے حربوں کی ناکامی کے بعد اب قریش نے آپ ﷺ کو مصالحت کی پیشکش کی۔سردارانِ قریش نے کہا کہ اے محمد ﷺ تم ہمارے کچھ مطالبات مان لو تو ہم تمہاری مخالفت ترک کر دیں گے اور تمہاری کچھ باتیں مان لیں گے۔تین مطالبات سردارانِ قریش نے آپ ﷺ کے سامنے پیش کیے :

۱- نبی اکرم ﷺ ایمان لانے والے غرباء اور غلاموں کو اپنے پاس سے دور کر دیں۔

۲ - قرآنِ حکیم میں قریش کی خواہشات کے مطابق ترامیم کر لیں۔

۳ - ایک سال تک آپ ﷺ قریش کے معبودوں کی عبادت کریں تو پھر ایک سال قریش صرف اور صرف اللہ کی عبادت کریں گے۔

سورۂ کہف کی زیرِ درس آیات میں اسی سودے بازی کی پیشکش کا جواب دیا گیا ہے۔

آیات پر غور وفکر

☆ آیت : 27 :

وَاتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ کِتَابِ رَبِّکَ -- اور (اے نبیؐ) تلاوت کرتے رہیے (اُس کلام کی) جو کہ وحی کیا گیا ہے آپؐ کی طرف آپؐ کے رب کی کتاب میں سے -- لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِہٖ --اُس کی باتوں کا بدلنے والا کوئی نہیں -- وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِہٖ مُلْتَحَدًا﴿﴾ اور آپؐ اُس کے سوا اپنے لئے کوئی اور پناہ گاہ نہ پائیں گے۔

- وَاتْلُ مَا اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ کِتٰبِ رَبِّکَ کے الفاظ میں آپ ﷺ کو رہنمائی عطا کی گئی کہ مشکل، مایوس کن اور صبر آزما حالات میں آپ ﷺ کو راحت اور ثابت

قدمی کی دولت قرآنِ حکیم کی تلاوت کے ذریعہ حاصل ہوگی۔اصل میں قرآنِ حکیم اللہ تعالیٰ کے ذکر کا اعلیٰ ترین ذریعہ ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ﴿﴾ (الحجر:9)

''بے شک یہ ''ذِکر'' ہم نے ہی اتارا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔''

اللہ کا ذکر ہی دلوں کے لئے اطمینان اور چین کا باعث ہوتا ہے:

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴿﴾ (الرعد: 28)

''جان لو! دلوں کو اطمینان تو اللہ کے ذکر سے حاصل ہوتا ہے۔''

- آیت کے حصہ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِہٖ میں سردارانِ قریش کے اِس مطالبہ کو رد کیا گیا ہے کہ قرآنِ حکیم میں اُن کی خواہشات کے مطابق کچھ ترمیم کر دی جائے۔سردارانِ قریش بار بار آپ ﷺ سے کہتے تھے کہ اِس قرآن کا موقف انتہائی سخت ہے اور یہ ہمارے معبودوں کی کامل نفی کرتا ہے۔لہٰذا آپ قرآن میں تبدیلی اور لچک پیدا کیجئے یا پھر کوئی اور قرآن پیش کیجئے۔سورۂ یونس آیت 15 میں اِس بات کا ذکر یوں ہوا کہ :

وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَ نَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَیْرِ ھٰذَآ اَوْ بَدِّلْہُ

''جب اِن مشرکین کو ہماری واضح آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ لوگ کہ جو ہم سے ملاقات کی اُمید نہیں رکھتے، کہتے ہیں کہ (اے محمدؐ)! اِس قرآن کے سوا کوئی اور قرآن پیش کرو یا اِس میں کچھ تبدیلی کرلو۔''

جواب میں آپ ﷺ سے کہلوایا گیا :

قُلْ مَا یَکُوْنُ لِیْٓ اَنْ اُبَدِّلَہٗ مِنْ تِلْقَآءِ نَفْسِیْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ﴿﴾

''(اے نبیؐ)! کہہ دیجئے' میرے لئے ہرگز ممکن نہیں ہے کہ میں اِسے اپنے مرضی

سے بدل دوں، میں تو خود پابند ہوں اُس کا کہ جو مجھ پر وحی کیا جارہا ہے۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے تو خود اندیشہ ہے ایک بہت بڑے دن کی سزا کا۔''

یہ مضمون قرآنِ حکیم میں ایک سے زائد مرتبہ آیا ہے لیکن اِس کا بیان سورۂ بنی اسرائیل کی آیات **73 - 75** میں اپنے نقطۂ کمال (**Climax**) کو پہنچ گیا ہے :

وَاِنۡ کَادُوۡا لَیَفۡتِنُوۡنَکَ عَنِ الَّذِیۡۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ لِتَفۡتَرِیَ عَلَیۡنَا غَیۡرَہٗ ٭ وَ اِذًا لَّا تَّخَذُوۡکَ خَلِیۡلًا ۝ (بنی اسرائیل : **73**)

''اور (اے نبیؐ) قریب تھا کہ یہ لوگ آپؐ کو ہٹا دیں اُس کلام سے جو ہم نے آپؐ کی طرف وحی کیا ہے تا کہ آپؐ اِس کے سوا کوئی چیز اپنے پاس سے بنا کر ہماری طرف منسوب کر دیں۔ تو پھر وہ آپؐ کو اپنا دوست بنالیں گے۔''

گویا مشرکین آپ ﷺ پر پورا دباؤ ڈال رہے تھے کہ کسی طرح آپ ﷺ مصالحت پر آمادہ ہو جائیں اور کوئی ایسی بات اللہ کی طرف منسوب کر دیں جس سے اُن کے مشرکانہ موقف کی تائید ہو جائے اور یوں اختلاف اور جھگڑا ختم ہو جائے۔ آیت **74** میں فرمایا :

وَلَوۡلَاۤ اَنۡ ثَبَّتۡنٰکَ لَقَدۡ کِدۡتَّ تَرۡکَنُ اِلَیۡہِمۡ شَیۡئًا قَلِیۡلًا ۝

''اور (اے نبیؐ) اگر ہم ہی نے آپؐ کو ثبات عطا نہ کیا ہوتا تو کچھ بعید نہ تھا کہ آپؐ اُن کی جانب کچھ تھوڑا سا جھک ہی جاتے۔''

اِس آیت کے مضمون کو سمجھنے کے لئے اُس وقت کا تصور کیجئے جب یہ آیت نازل ہوئی۔ اُس وقت بظاہر اسلام کے فروغ کا کہیں کوئی امکان نظر نہیں آ رہا تھا۔ ہر چہار طرف سے راستے بند نظر آ رہے تھے۔ ایسے حالات میں امکانی طور پر یہ خیال دل میں آ سکتا ہے کہ چلو وقتی طور پر اگر کچھ تھوڑی بہت مصالحت کر کے کام نکال لیا جائے تو اِس میں کیا حرج ہے۔ جب حالات ہمارے قابو میں آ جائیں گے تو ہم پھر اپنے

اصل موقف کی طرف رجوع کر جائیں گے۔ اگر ہمارا موقف اِسی طریقے سے بالکل دوٹوک اور بے لچک رہا، تو پھر معاملہ بالکل ٹھپ ہو کر رہ جائے گا۔ اِس امکان کا دروازہ بند کرنے کے لئے آیت **75** میں سختی کے انداز میں فرمایا گیا :

اِذًا لَّاَذَقۡنٰکَ ضِعۡفَ الۡحَیٰوۃِ وَضِعۡفَ الۡمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَکَ عَلَیۡنَا نَصِیۡرًا ۝

''(اے نبیؐ)! اگر بالفرض ایسا ہو جاتا تو ہم آپؐ کو دوگنا مزا چکھاتے دنیا کی زندگی کے عذاب کا اور دوگنا ہی موت کے عذاب کا اور آپؐ ہمارے مقابلے میں کسی کو اپنا مددگار نہ پاتے۔''

الفاظ کی ظاہری سختی آپ ﷺ کی طرف ہے لیکن اِس سختی کا رخ اصل میں کفار کی طرف ہے۔ اُن کے کان کھولے جا رہے ہیں کہ ہمارے نبی ﷺ سے اِس بات کی توقع نہ رکھو کہ وہ تمہاری باتوں میں آ کر اللہ کے کلام میں تغیر و تبدل کی جسارت کریں گے۔ یہاں دیکھئے کہ اِس پرفریب مصالحانہ روش کی کس شدت کے ساتھ مذمت کی گئی ہے اور اِس دامِ ہمرنگِ زمین میں کسی داعیٔ حق کے گرفتار ہو جانے کے امکان یا اندیشے کا کس شدّ ومدّ اور کتنے اہتمام کے ساتھ سدِّ باب کیا گیا ہے۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے :

باطل دوئی پسند ہے ، حق لاشریک ہے
شرکت میانۂ حق و باطل نہ کر قبول

اِس شعر میں بڑی حکیمانہ بات بیان کی گئی ہے۔ باطل کا وجود اپنے بل پر قائم رہ ہی نہیں سکتا لہٰذا وہ مجبور ہوتا ہے کہ وہ خود کو قائم رکھنے کے لئے حق کا کوئی سہارا لے۔ اِس کے برعکس حق بذاتِ خود کھڑا ہوتا ہے اور اُسے باطل سے کسی سمجھوتہ کی ضرورت نہیں۔

- **وَلَنۡ تَجِدَ مِنۡ دُوۡنِہٖ مُلۡتَحَدًا** سے مراد یہ ہے کہ اے نبی ﷺ سمجھ لیجئے کہ آپ ﷺ کو پناہ اور نصرت و تائید تو بس اللہ ہی کے ہاں ملے گی۔ آپ ﷺ کبھی بھی

ظاہری اَسباب کی طرف نہ متوجہ ہوں اور نہ ہی اِن سے متأثر ہوں۔ قرآنِ حکیم میں آپ ﷺ کو بار بار تلقین کی گئی اللہ ہی پر بھروسہ کر کے اُسی کے ہوجایئے :

وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا ﴿﴾ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَکِیْلاً ﴿﴾ (المزمّل : 8 - 9)

’’اور (اے نبیؐ) اپنے رب کے نام کا ذکر کیجیے اور ہر طرف سے بے تعلق ہو کر اُسی کے ہو جایئے۔ وہ مشرق اور مغرب کا رب ہے، اُس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تو اُسی کو اپنا کارساز بنا لیجئے۔‘‘

فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ وَکَفٰی بِاللّٰهِ وَکِیْلاً ﴿﴾ (نساء : 81)

’’تو (اے نبیؐ) اِن (منافقین) کو چھوڑیے اور اللہ پر بھروسہ کیجیے اور اللہ ہی کارساز کافی ہے۔‘‘

وَدَعْ اَذٰهُمْ وَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ وَکَفٰی بِاللّٰهِ وَکِیْلاً ﴿﴾ (احزاب : 48)

’’اور (اے نبیؐ) اِن (مخالفین) کی طرف سے تکالیف کا خیال نہ کیجیے اور اللہ پر بھروسہ کیجیے اور اللہ ہی کارساز کافی ہے۔‘‘

☆ آیت : 28 :

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ -- اور روکے رکھیے اپنے آپ کو اُن لوگوں کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح و شام -- یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ -- جو اُس کی رضا کے طلب گار ہیں -- وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْهُمْ -- اور آپؐ کی نگاہیں اِن سے نہ ہٹیں -- تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا -- (کیا) آپؐ دنیوی زندگی کی زینت کے طالب ہیں؟ -- وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِکْرِنَا -- اور مت کہنا مانیے اُس کا جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے -- وَاتَّبَعَ هَوٰهُ -- اور جو پیروی کر رہا ہے اپنی خواہشِ نفس کی --

وَکَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿﴾ اور اُس کا معاملہ حدود سے تجاوز پر مبنی ہے۔

◆ اِس آیت کا ابتدائی حصہ ہے وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ۔ آیت کے اِس حصہ میں سردارانِ قریش کے ایک مطالبہ کا رد ہے۔ سردارانِ قریش اِس بات پر معترض تھے کہ آپ ﷺ کے آس پاس بیٹھنے والے تو اکثر وہ لوگ ہیں جو ہمارے غلاموں کے طبقہ سے ہیں، اُن کی موجودگی میں ہم آپ ﷺ کی محفل میں کیسے آ سکتے ہیں؟ آپ ﷺ اُن کو اپنے پاس سے ہٹایئے۔ آپ ﷺ درج ذیل وجوہات کی بنیاد پر ان سرداروں کی اُس وقت پذیرائی فرماتے جب وہ آپ ﷺ کے پاس مصالحانہ گفتگو کے لئے آتے :

i- آپ ﷺ جانتے تھے کہ اگر اِن میں سے کوئی ایمان لے آیا تو اِس سے اِسلام کے لئے راستے کھل جائیں گے کیونکہ بہت سے لوگ اِن کے تابع ہیں اور اِن کے خوف یا مرعوبیت کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے۔

ii- یہی لوگ ہیں جو کمزور اہلِ ایمان کو ستاتے ہیں۔ اِن کا ایمان لانا، اہلِ ایمان کے لئے سہولت کا باعث ہوگا۔

iii- خِیَارُهُمْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ خِیَارُهُمْ فِی الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا (اُن میں سے جو جاہلیت میں آگے تھے وہ اِسلام میں بھی آگے ہوں گے جب کہ وہ دین کی تعلیمات سمجھ لیں۔ متفق علیہ) کے مصداق اِس طبقہ میں ایک خود اعتمادی اور قائدانہ صلاحیت ہوتی ہے اور یہ لوگ ڈٹ کر اُس نظریہ کی تبلیغ کرتے ہیں جسے قبول کرلیں، جیسا کہ حضرت عمرؓ کے لئے نبی اکرم ﷺ نے دعا مانگی تھی اور اُن کے قبولِ اِسلام سے واقعی مکہ میں اِسلام کی دعوت کا کام آسان ہوا اور اہلِ ایمان کو بھی دنیوی اعتبار سے سہارا ملا۔

iv- غلبۂ دین کے لئے کام کرنے والی تحریک کا اوّلین مخاطب معاشرے کے بالا

دست طبقات ہوتے ہیں۔انہی کے ہاتھ میں نظام کی باگ ڈور ہوتی ہے اور پھر وہ انقلاب کے بعد متبادل نظام کو چلانے کی صلاحیت سے بھی بہرہ ور ہوتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ اِسی طبقہ میں سے تھے جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کے بعد نظامِ خلافت کو بڑی عمدگی سے مستحکم کیا اور اس کے دائرے کو وسیع سے وسیع تر کیا۔

اِن وجوہات کی بنیاد پر جب یہ سردارانِ قریش آتے ،تو آپ ﷺ اِن کی طرف خاص توجہ فرماتے ۔ یہاں متوجہ کیا گیا کہ اے نبی ﷺ آپ کی یہ خواہش اپنی جگہ بجا ہے کہ سردارانِ قریش ایمان لے آئیں تاکہ مسلمانوں کے لئے آسانی ہوجائے، لیکن اِن کی جانب آپ ﷺ کی یہ غیر معمولی توجہ اُن فقراء کی حق تلفی کا باعث نہ بنے جو پہلے ہی ایمان لا چکے ہیں اور اپنی تربیت کے لئے آپ ﷺ کی توجہات کے مستحق ہیں۔وَاصْبِرْ نَفْسَکَ میں لفظ ''صبر'' کو نوٹ کیجئے جو منتخب نصاب کے اِس حصے کا اصل موضوع ہے جو ہمارے زیرِ مطالعہ ہے۔صبر کا تقاضا یہ بھی ہے کہ اے نبی ﷺ آپ اِن فقراء اور ضعفاء کو اپنی صحبت کا فیض عطا فرمائیں جو اگرچہ کمزور اور بے حیثیت ہیں لیکن ایمان لا چکے ہیں۔اگرچہ دنیوی مال واسباب اِن کے پاس نہیں ہے،لیکن یہ ایمان اور محبتِ الٰہی کی دولت سے مالا مال ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں،صرف اُسی کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتے ہیں اور صرف اُس کی رضا کے طالب ہیں۔

اِسی پس منظر میں وہ واقعہ پیش آیا کہ جس کے ضمن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ گرفت بھی ہوئی۔ایک نابینا صحابی عبداللہ بن اُمِّ مکتومؓ ایک بار ایسے وقت آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب آپ ﷺ سردارانِ قریش سے گفتگو فرما رہے تھے۔حضرت عبداللہؓ بار بار آپ ﷺ کو اپنی جانب متوجہ کرنے کی کوشش کرتے جس

پر آپ ﷺ کے چہرے پر کسی قدر ناگواری کے آثار ظاہر ہوئے۔سورۂ عبس کے آغاز میں اِسی واقعہ کا ذکر ہے :

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ۝ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ۝ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ۝ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ۝ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۝ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۝ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۝ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۝ وَهُوَ يَخْشٰى ۝ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۝ كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝ (عبس : 1 - 12)

''اُنہوں نے تیوری چڑھائی اور رُخ پھیر لیا کہ اُن کی خدمت میں ایک نابینا حاضر ہوا۔اور آپؐ کو کیا معلوم شاید کہ وہ پاکیزگی حاصل کرتا یا نصیحت اخذ کرتا تو وہ نصیحت اُس کے لئے فائدہ بخش ہوتی۔اور وہ کہ جو بے پروائی اختیار کرتا ہے تو آپؐ اُس کے پیچھے پڑتے ہیں اور جو چل کر آتا ہے اور جس کے دل میں خوف ہے تو آپؐ اُس سے اعراض کرتے ہیں۔ ہرگز نہیں! یہ تو بس ایک یاددہانی ہے،تو جو چاہے اِس سے نصیحت حاصل کرے۔''

یہ معاملہ ہر رسولؑ کے دور میں پیش آیا کہ اُن رسولؑ پر ایمان لانے میں سبقت فقراء نے کی اور سردارانِ قوم نے اِن فقراء کا مذاق اڑایا۔انہی فقراء کے بارے میں حضرت نوحؑ سے اُن کی قوم کے سرداروں نے کہا تھا هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ کہ اے نوحؑ ! تم پر ایمان لانے والے سرسری نگاہ میں ہمارے معاشرے کے گھٹیا لوگ ہیں (ھود:27)۔یہ مضمون بڑی وضاحت سے سورۂ انعام آیات 52 - 54 میں بیان ہوا :

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ۝ وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ

عَلٰی نَفۡسِهِ الرَّحۡمَةَ اَنَّهٗ مَنۡ عَمِلَ مِنۡكُمۡ سُوۡٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ وَاَصۡلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿﴾

''اور (اے نبیؐ) نہ دور کیجئے (اپنے پاس سے) اُن کو جو صبح وشام اپنے رب سے دعا کرتے ہیں، اُسی کی رضا کے طالب ہیں، اُن کے حسابِ (اعمال) کی جوابدہی آپؐ پر نہیں اور آپؐ کے حساب کی جوابدہی اُن پر نہیں، پس اگر (بالفرض) آپؐ نے اُن کو دور کیا تو آپؐ عدل نہ کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے اور اسی طرح ہم نے بعض لوگوں کی بعض سے آزمائش کی ہے کہ (جو دولت مند ہیں وہ غریبوں کی نسبت) کہتے ہیں کہ کیا یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے ہم میں سے فضل کیا ہے؟ اور کیا اللہ شکر کرنے والوں سے واقف نہیں؟ اور (اے نبیؐ) جب آپؐ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیات پر ایمان لے آئے ہیں تو آپؐ فرما دیجئے تم پر سلامتی ہو، تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت لازم کر رکھی ہے، اگر تم میں سے کوئی نادانی میں کوئی برائی کر بیٹھے اور پھر توبہ کرے اور اپنی اصلاح کر لے تو بے شک وہ (اللہ) بہت بخشنے، رحم فرمانے والا ہے۔''

- آگے فرمایا وَلَا تَعۡدُ عَيۡنٰكَ عَنۡهُمۡ تُرِيۡدُ زِيۡنَةَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۔ آپ ﷺ کی نگاہیں ان درویشوں سے ہٹ کر اُن سردارانِ قریش کی جانب متوجہ نہ ہونے پائیں۔ اگر آپ ﷺ کی توجہ کا رُخ اِن فقراء کے مقابلہ میں سردارانِ قریش کی طرف زیادہ ہو گیا تو لوگ سمجھیں گے کہ شاید آپ ﷺ بھی دنیا کی چمک دمک سے متاثر ہو گئے ہیں۔ سورہ کہف کا موضوع ہے دنیا پرستی کی مذمت۔ یہ بھی دنیا پرستی کا مظہر ہے کہ کوئی شخص تعلقات اُستوار کرنے کے لئے جاہ ومنصب اور مال و دولت کو سیرت و کردار پر ترجیح دے۔
- آیت کے اگلے ٹکڑے میں فرمایا وَلَا تُطِعۡ مَنۡ اَغۡفَلۡنَا قَلۡبَهٗ عَنۡ ذِكۡرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمۡرُهٗ فُرُطًا ۔ آیت کے اِس حصہ میں آپ ﷺ کو سردارانِ قریش کی

صلح کی پیشکش کو قبول کرنے سے منع کیا جا رہا ہے۔ کسی داعیٔ حق کے لئے مصالحت کی پیشکش کا یہ جال انتہائی خطرناک ہوتا ہے۔ اِس معاملہ میں براہِ راست مقابلہ یا مخالفت کی فضا نہیں ہوتی اور بظاہر انداز میٹھا ہوتا ہے لیکن اگر کوئی داعی اِس جال میں پھنس جائے تو اُس کی منزل کھوٹی ہو جاتی ہے۔

مکہ میں جو حالات تھے اُن کے پیشِ نظر نبی اکرم ﷺ کے لئے مصالحت کی پیشکش سے متاثر ہونا سمجھ میں آتا ہے۔ مکہ میں پورے دس سال آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے طنز کے تیر اور تشدد کے وار برداشت کیے تھے۔ پھر آپ ﷺ بڑی امیدوں کے ساتھ طائف گئے کہ شاید کام کا کوئی راستہ کھلے لیکن وہاں تو آپ ﷺ کے لئے آزمائش کا معاملہ نقطۂ عروج کو پہنچ گیا۔ طائف پہنچ کر آپ ﷺ نے وہاں کے تین بڑے سرداروں سے ملاقات کی لیکن ہر طرف سے انتہائی دل توڑ دینے والا جواب ملا۔ چند روز آپ ﷺ نے وہاں کے عام لوگوں کو دعوت دی لیکن اُن کا ردِعمل بھی مایوس کن تھا۔ پھر سرداروں نے کچھ اوباش چھوکرے آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیے جنہوں نے آپ ﷺ کا مذاق اڑایا، فقرے چست کئے، پتھر برسا کر جسمِ مبارک لہولہان کر دیا اور خاص طور پر ٹخنوں کی ہڈیوں کو نشانہ بنایا۔ خون بہہ بہہ کر نعلین مبارک میں آ کر جم گیا۔ طائف سے واپسی پر ایک جگہ آپ ﷺ آرام کے خیال سے ذرا بیٹھے تو اِس وقت آپ ﷺ کی زبان پر جو دعا آئی اُس نے یقیناً عرش کو ہلا کر رکھ دیا ہوگا:

اَللّٰهُمَّ اِلَيۡكَ اَشۡكُوۡا ضُعۡفَ قُوَّتِيۡ، وَ قِلَّةَ حِيۡلَتِيۡ وَهَوَانِيۡ عَلَى النَّاسِ، يَا اَرۡحَمَ الرَّاحِمِيۡنَ، اَنۡتَ رَبُّ الۡمُسۡتَضۡعَفِيۡنَ وَاَنۡتَ رَبِّيۡ، اِلٰى مَنۡ تَكِلُنِيۡ؟ اِلٰى بَعِيۡدٍ يَّتَجَهَّمُنِيۡ اَمۡ اِلٰى عَدُوٍّ مَّلَّكۡتَهٗ اَمۡرِيۡ؟ اِنۡ لَّمۡ يَكُنۡ بِكَ عَلَيَّ غَضَبٌ فَلَا اُبَالِيۡ، وَلٰكِنَّ عَافِيَتَكَ هِيَ اَوۡسَعُ لِيۡ، اَعُوۡذُ بِنُوۡرِ وَجۡهِكَ الَّذِيۡ اَشۡرَقَتۡ لَهُ الظُّلُمَاتُ، وَصَلَحَ عَلَيۡهِ اَمۡرُ الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ

مِنْ اَنْ تُنَزِّلَ بِیْ غَضَبُکَ اَوْ یَحِلَّ عَلَیَّ سَخَطُکَ لَکَ الْعُتْبٰی حَتّٰی تَرْضٰی، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِکَ

''بارالہا! میں تجھ ہی سے اپنی کمزوری و بےبسی اورلوگوں کے نزدیک اپنی بے قدری کا شکوہ کرتا ہوں۔ یا ارحم الراحمین! تو کمزوروں کا رب ہے اور تُو ہی میرا بھی رب ہے۔تُو مجھے کس کے حوالے کررہا ہے؟ کیا کسی بیگانے کے جو میرے ساتھ سختی سے پیش آئے یا کسی دشمن کے جس کو تو نے میرے معاملے کا مالک بنادیا ہے؟ اگر مجھ پر تیرا غضب نہیں ہے تو مجھے کوئی پروانہیں؟ لیکن تیری عافیت میرے لئے زیادہ کشادہ ہے۔ میں تیرے چہرے کے اُس نور کی پناہ چاہتا ہوں جس سے تاریکیاں روشن ہوگئیں اور جس پر دنیا وآخرت کے معاملات درست ہوئے کہ تو مجھ پر اپنا غضب نازل کرے یا تیرا عتاب مجھ پر وارد ہو۔ تیری ہی رضا مطلوب ہے یہاں تک کہ تو خوش ہوجائے اور تیرے بغیر کوئی زور اور طاقت نہیں۔''

طائف سے واپس جب آپ ﷺ مکہ پہنچے تو حالات اتنے مخدوش تھے کہ مکہ میں داخلہ ممکن نہ تھا۔آپ ﷺ نے مکہ کے ایک مشرک سردار مطعم بن عدی کو پیغام بھیجا کہ اگر تم مجھے اپنی پناہ میں لے لو تو میں مکہ میں داخل ہوسکتا ہوں۔اُس نے کہا ٹھیک ہے، میں آپ ﷺ کو حمایت کا یقین دلاتا ہوں۔آپ ﷺ نے دوبارہ پیغام بھجوایا کہ اِس طرح نہیں، تم خود آؤ اور مجھے لے کر جاؤ۔ حالات اِس درجہ ناموافق اور نامساعد ہوچکے ہیں کہ مطعم بن عدی اپنے بیٹوں کو لے کر ہتھیار لگا کر آتا ہے اور نبی اکرم ﷺ کو لے کر مکہ میں داخل ہوتا ہے۔

یہ ہیں وہ حالات کہ جن کی وجہ سے اِس کا امکان تھا کہ آپ ﷺ قریش کی مصالحت کی پیشکش کو قبول کرنے کی طرف مائل ہوجاتے۔سورہ ٔ کہف کی اِس آیت میں اللہ نے فرمایا کہ یہ جو مصالحت کے لئے سردارانِ قریش آپ ﷺ کے پاس آتے ہیں

اِن کے اصل کردار کو دیکھئے۔ یہ حق کو پہچاننے کے بعد اُس سے اعراض کررہے ہیں۔ اِن کے کہنے میں نہ آیئے۔ یہ لوگ خواہشاتِ نفس کا اتباع کررہے ہیں اور ہماری یاد سے اِن کے دل غافل ہیں۔ اِن کی پوری زندگی ثبوت ہے اِس بات کا کہ یہ حد سے تجاوز کرنے والے لوگ ہیں۔

سردارانِ قریش کے جس مطالبہ کو رد کرنے کا یہاں حکم دیا جارہا ہے وہ یہ تھا کہ ایک سال تک محمد ﷺ قریش کے معبودوں کی عبادت کریں تو پھر اگلے سال قریش صرف اور صرف اللہ کی عبادت کریں گے۔قرآنِ حکیم میں کئی مقامات پر قریش کی اِس پیشکش کو سختی کے ساتھ مسترد کرنے کا بیان ہے :

قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ ﴿﴾ (الانعام : 56)

''(اے نبیؐ) کہہ دیجئے کہ بے شک مجھے منع کردیا گیا ہے کہ میں عبادت کروں اُن کی جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ کہہ دیجئے کہ میں تمہاری خواہشات کی پیروی نہیں کروں گا، (بالفرض) ایسا کیا تو میں گمراہ ہوجاؤں گا اور ہدایت یافتہ لوگوں میں سے نہ رہوں گا۔''

قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ دِیْنِیْ فَلَاۤ اَعْبُدُ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿﴾ وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا وَّلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿﴾ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُكَ وَلَا یَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿﴾ (یونس : 104 - 106)

''(اے نبیؐ!) کہہ دیجئے کہ لوگو! اگر تم کو میرے دین میں کسی طرح کا شک ہو تو (سن رکھو کہ) جن لوگوں کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو میں اُن کی عبادت نہیں کرتا بلکہ

میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو تمہیں موت دیتا ہے اور مجھے یہی حکم ہوا ہے کہ میں ہو جاؤں ایمان لانے والوں میں سے۔ اور یہ کہ (اے نبیؐ! سب سے) یکسو ہو کر دین (اسلام) کی پیروی کیجئے اور مشرکوں میں سے ہرگز نہ ہوں اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی ہستیوں کو نہ پکاریں جو نہ آپؐ کو فائدہ پہنچا سکیں نہ نقصان اور اگر (بالفرض) ایسا کیا تو آپؐ ہو جائیں گے عدل نہ کرنے والوں میں سے۔''

وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ۞ وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۞ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ قف كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ط لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۞ (القصص : 86 - 88)

''اور آپؐ کو امید نہ تھی کہ آپؐ پر یہ کتاب نازل کی جائے گی مگر یہ آپؐ کے رب کی رحمت ہے، تو آپؐ ہرگز کافروں کے ساتھی نہ بنیں اور وہ آپؐ کو اللہ کی آیتوں (کی تبلیغ) سے روک نہ دیں بعد اس کے کہ وہ آپؐ پر نازل ہو چکی ہیں اور اپنے رب کو پکارتے رہیے اور نہ ہو جایئے مشرکوں میں سے اور اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود (سمجھ کر) نہ پکاریے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں اُس کی (پاک) ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ حکم اُسی کا ہے۔ اور اُسی کی طرف تم سب لوٹ کر جاؤ گے۔''

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ۞ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ط لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۞ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۞ (الزمر: 64 - 66)

''(اے نبیؐ) کہہ دیجئے کہ اے نادانو! تم مجھ سے یہ کہتے ہو کہ میں غیر اللہ کی عبادت کرنے لگوں؟ اور (اے نبیؐ) آپؐ کی طرف اور اُن (پیغمبروں) کی طرف جو آپؐ

سے پہلے ہو چکے ہیں یہی وحی بھیجی گئی ہے کہ اگر (بالفرض) آپؐ نے شرک کیا تو آپؐ کے عمل برباد ہو جائیں گے اور آپؐ ہو جائیں گے خسارہ پانے والوں میں سے۔ بلکہ اللہ ہی کی عبادت کیجئے اور ہو جایئے شکر گزاروں میں سے۔''

بالآخر اِن ساری مصالحتی کوششوں کو سورۂ کافرون میں دوٹوک الفاظ کے ذریعہ سردارانِ قریش کے منہ پر مار کر اُن سے اعلانِ برأت کر دیا گیا :

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۞ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۞ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۞ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۞ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۞ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۞

''(اے نبیؐ!) کہہ دیجئے کہ اے کافرو! میں عبادت نہیں کروں گا اُن کی جن کی تم عبادت کرتے ہو اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو اُس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں اور نہ میں عبادت کرنے والا ہوں اُن کی جن کی تم نے عبادت کی اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو اُس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین۔''

☆ آیت : 29 :

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ -- اور (اے نبیؐ!) کہہ دیجئے کہ یہ سراسر حق ہے تمہارے رب کی طرف سے -- فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ -- تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے -- اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا -- ہم نے تیار کی ہے اِن ظالموں کے لئے ایک بڑی آگ، جس کی قناتیں اُنہیں گھیر لیں گی -- وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا -- اور اگر یہ فریاد کریں گے -- يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ -- تو اِن کی فریاد رسی ایسے پانی سے کی جائے گی جو کھولتے ہوئے تانبے کی مانند ہوگا، جو جھلس کر رکھ دے گا ان کے چہروں کو -- بِئْسَ الشَّرَابُ --

بہت ہی بری ہوگی وہ پینے کی چیز-- وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿﴾ اور بہت ہی برا ہوگا
وہ انجام جس سے وہ دوچار ہوں گے۔

- اِس آیت میں دعوت کے حوالے سے دو اہم نکات بیان ہوئے :

i- سردارانِ قریش کے لئے دعوت کی اہمیت اپنی جگہ لیکن اُن کو اہمیت دیتے ہوئے اِس احتیاط کو ملحوظ رکھا جائے کہ دعوت کا وقار مجروح نہ ہو۔ قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ سے مراد یہ ہے کہ اے نبی ﷺ! اِن سے ڈنکے کی چوٹ کہہ دیجئے کہ مجھے تمہاری کوئی خوشامد نہیں کرنی، یہ تمہارے رب کی جانب سے حق ہے جو میں پیش کر رہا ہوں۔ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ -- تو جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے انکار کردے۔ داعیٔ حق کے لئے یہ باوقار انداز برقرار رکھنا ضروری ہے تاکہ لوگ اِس مغالطہ میں مبتلا نہ ہوں کہ داعی کی کوئی ذاتی غرض اِس دعوت کے ساتھ وابستہ ہے۔

ii- داعی کی اصل ذمہ داری ہے کہ وہ پورے کا پورا حق لوگوں تک پہنچادے اور اُس میں نہ کوئی ترمیم کرے اور نہ کمی۔ مخاطبین سے بات کو منوانا، داعی کی ذمہ داری نہیں ہے۔ ایسا نہ ہو کہ بات کو منوانے کے لئے وہ حق کے کسی حصہ کو بیان نہ کرکے کتمانِ حق کا جرم کرے یا مخاطبین کے دل جیتنے کے لئے اپنے اُصولوں کو توڑنا یا اُن پر سودے بازی شروع کردے۔

- آیت کے اگلے حصہ میں غیظ وغضب کے انداز میں کفار کے انجام کا ذکر ہے۔ دنیا میں مخاطبین کے لئے اختیار تو ہے کہ چاہیں تو دعوتِ حق پر ایمان لے آئیں یا اُس کا انکار کردیں۔ البتہ دعوتِ حق پر ایمان نہ لانے والوں کا روزِ قیامت برا انجام ہوگا۔ اللہ نے اِن ظالموں کے لئے آگ اور کھولتا ہوا پانی تیار کر رکھا ہے۔ آگ اِن کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے لے گی جیسے کسی شامیانے کی قناتیں ہوتی ہیں۔

جب یہ چیخیں گے تو اِن کی فریاد رسی، پگھلے ہوئے تانبے کی مانند کھولتے ہوئے پانی سے کی جائے گی، جو اُن کے چہروں کو بھون کر رکھ دے گا۔

ہجرت کا مرحلہ

قریش کو سودے بازی کی پیشکش کے جواب میں جب صاف کھرا جواب دے دیا گیا تو اُن کی طرف سے آپ ﷺ کے خلاف فیصلہ کن اقدام کرنے کی سازشیں شروع ہوگئیں :

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ط
وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ط وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿﴾ (الانفال: **30**)

''اور (اے نبیؐ یاد کیجئے) جب کافر لوگ آپؐ کے بارے میں سازش کر رہے تھے کہ آپؐ کو قید کردیں یا جان سے مار ڈالیں یا (مکہ سے) جلاوطن کردیں۔ تو وہ سازش کر رہے تھے اور اللہ اپنی تدبیر فرما رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر تدبیر فرمانے والا ہے۔''

جو قوم نبی کی جان کی دشمن ہو جائے تو یہ اِس بات کی علامت ہے کہ اب اُس سے کسی خیر کی توقع نہیں۔ لہٰذا اب اللہ نے نبی اکرم ﷺ کو مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم دے دیا۔ اِس کی سبیل یوں ہوئی کہ سن ۱۱ نبوی ﷺ میں مدینہ کے ۶ افراد نبی اکرم ﷺ پر ایمان لے آئے۔ یہ افراد مدینہ سے حج کے لئے آئے تھے۔ اِن کے سامنے جب آپ ﷺ نے دعوت رکھی تو اُنہوں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارے سے یہ بات کی کہ یہودی جس نبی کی آمد کی پیشن گوئی کرتے ہیں، شاید یہ وہی نبی ہیں۔ آؤ ہم یہود سے پہلے ہی اِن ﷺ پر ایمان لے آئیں۔ اِن افراد کا تعلق مدینہ میں آباد عرب قبائل اوس اور خزرج سے تھا۔ مدینہ میں تین یہودی قبائل بھی آباد تھے جو اِن عربوں کو آخری نبی ﷺ کی آمد کی اطلاع دیا کرتے تھے۔

ایمان لانے والے ۶ ساتھیوں نے مدینہ جاکر دعوت کا کام کیا اور اگلے سال سن ۱۲ نبوی ﷺ میں ۱۲ افراد مدینہ سے آکر ایمان لے آئے۔ نبی اکرم ﷺ نے اُن سے بیعت لی جسے بیعتِ عقبہٗ اُولیٰ کہا جاتا ہے۔ اُنہوں نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ ہمیں قرآن

سکھانے والا ایک ساتھی فراہم کر دیں۔ آپ ﷺ نے اِس عظیم کام کے لئے حضرت مصعبؓ بن عمیر کا انتخاب فرمایا۔

یہاں حضرت مصعبؓ بن عمیر کا شخصی تعارف کرا دینا بہت مناسب ہوگا۔ یہ ایمان اُس وقت لائے جب ابھی بالکل نوعمر تھے۔ بڑے ہی ناز و نعم میں پرورش ہوئی۔ اُن کے لئے دو دو سو درہم کا جوڑا شام سے تیار ہو کر آتا تھا۔ نہایت قیمتی اور معطر لباس میں ملبوس رہتے، جہاں سے گزرتے لوگوں کی توجہ کا مرکز بن جاتے۔ جب ایمان لائے تو گھر والوں نے سب کچھ چھین کر بالکل برہنہ حالت میں گھر سے نکال دیا۔ اب یہ نوجوان ہر شے سے کٹ کر آپ ﷺ کے ساتھ وابستہ ہو جاتا ہے۔ تربیت محمدی ﷺ سے فیض پاتا ہے، نورِ قرآن سے سرفراز ہوتا ہے اور پھر معلم قرآن بنا کر مدینہ بھیج دیا جاتا ہے۔ یہ اُنؓ کی محنت کا ثمر تھا کہ سن ۱۳ نبوی ﷺ یعنی اگلے ہی سال میں حج کے موقع پر ۷۲ مرد اور ۳ خواتین نے مدینہ سے آ کر اِسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ ﷺ نے اِس موقع پر اُن سے جو بیعت لی اُسے بیعتِ عقبہ ٔ ثانیہ کہا جاتا ہے۔ آج بھی ایک مضبوط نظم کے قیام کے لئے یہ اِس بیعت کے الفاظ ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ اِس بیعت کے الفاظ یہ ہیں :

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ؓ قَالَ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَعَلٰى اَثَرَةٍ عَلَيْنَا وَعَلٰى اَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ وَعَلٰى اَنْ نَّقُوْلَ بِالْحَقِّ اَيْنَمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ

”عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اللہ کے رسول ﷺ سے بیعت کی سننے اور اطاعت کرنے کی مشکل اور آسانی میں، دلی آمادگی اور ناگواری میں اور خواہ کسی کو ہم پر ترجیح دے دی جائے اور یہ کہ ہم ذمہ دار حضرات سے نہیں جھگڑیں گے اور یہ کہ ہم جہاں کہیں ہوں گے حق بات ضرور کہیں گے اور اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کریں گے۔“ (متفق علیہ)

جماعت سازی کے لئے بیعت ہی وہ واحد اساس ہے جس کا ذکر ہمیں قرآن و سنت میں ملتا ہے۔ پھر ہمارے اسلاف نے بھی جب کوئی اجتماعیت قائم کی تو اُس کی اساس بیعت ہی پر رکھی۔ جماعت سازی کے دوسرے طریقے ہمارے ہاں اکثر و بیشتر مغرب سے درآمد شدہ ہیں۔

بیعتِ عقبہ ٔ ثانیہ کے موقعہ پر اہلِ مدینہ نے آپ ﷺ کو دعوت دی کہ آپ ﷺ مدینہ آ جائیں، ہم آپ ﷺ کی اسی طرح حفاظت کریں گے جیسے اپنے اہل و عیال کی کرتے ہیں۔ اِس پیشکش سے ہجرتِ مدینہ کے لئے راہ ہموار ہو گئی۔ اِس کے بعد سورۂ بنی اسرائیل کی آیت **80** میں ہجرت کا حکم ایک دُعا کی صورت میں وارد ہوا :

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۝

”اور اے نبیؐ! اپنے رب سے دُعا کیجئے کہ اے میرے رب! مجھے داخل کر سچائی کا داخل کرنا اور مجھے نکال سچائی کا نکالنا اور میرے لئے خاص اپنے خزانہ فضل سے وہ غلبہ و قوت عطا فرما جو میری پشت پناہ بنے۔“

اللہ کی طرف سے اِس انداز میں دُعا کی تلقین، دراصل اِس کی پیشگی قبولیت کے اعلان کے طور پر ہوتی ہے۔ یہ درحقیقت ایک بشارت ہے کہ اب آپ ﷺ کی دعوت ایک دوسرے مرحلے میں داخل ہونے والی ہے۔ اب وہ دور آیا چاہتا ہے کہ جس میں وہ سرزمین کہ جو ”دار الھجرت“ بننے والی ہے، وہاں آپ ﷺ کو اقتدار حاصل ہوگا اور اِس طرح دینِ حق کے غلبے کی راہ ہموار ہوگی۔ کچھ ہی عرصہ بعد وہ صورت ہو جائے گی کہ حق کا بول بالا ہوگا اور باطل نیست و نابود ہو جائے گا۔ اِس کی بشارت سورہ ٔ بنی اسرائیل کی اگلی آیت میں موجود ہے :

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ (بنی اسرائیل :**81**)

”اعلان کر دیجئے کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، اور باطل تو ہے ہی مٹنے والا۔“

ان شاءاللہ! اب اگلے درس سے ہم مدنی دور میں پیش آنے والے صبر کے مراحل کو سمجھنے کا آغاز

کریں گے۔

دینی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے

جماعت کی اہمیت

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ

وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (آلِ عمران :104)

''چاہیئے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو جو خیر کی طرف بلائے،

نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے

اور یہ ہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں''

عَنِ الْحَارِثِ الْاَشْعَرِیؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

اٰمُرُكُمْ بِخَمْسٍ بِالْجَمَاعَةِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ

وَالْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

(ترمذی، مسند احمد)

حضرت حارث الاشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''میں تمہیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں جماعت اختیار کرنے کا' سننے کا'

اطاعت کرنے کا' ہجرت کرنے کا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کا''۔

روزِ قیامت پوچھے جانے والے پانچ سوال

عَنِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ

لَا تَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُسْئَلَ عَنْ خَمْسٍ

عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَا اَفْنَاهُ وَ عَنْ شَبَابِهٖ فِيْمَا اَبْلَاهُ

وَ عَنْ مَّالِهٖ مِنْ اَيْنَ اكْتَسَبَهٗ وَ فِيْمَا اَنْفَقَهٗ

وَ مَا ذَا عَمِلَ فِيْمَا عَلِمَ (ترمذی)

''روزِ قیامت ابنِ آدم کے قدم ہل نہ سکیں گے

جب تک اُس سے پانچ باتوں کے بارے میں پوچھ نہ لیا جائے:

1- زندگی کے بارے میں کہ کہاں لگا دی؟

2- جوانی کے بارے میں کہ کہاں کھپا دی؟

3- مال کے بارے میں کہ کہاں سے کمایا؟

4- اور کہاں خرچ کیا؟

5- اور جو علم حاصل کیا اُس پر کتنا عمل کیا؟''

دیگر شہروں میں دفاتر کے پتے

-1 **لاہور** : A–67 ، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور

فون: 6316638 - 6366638 (042) فیکس: (042) 6305110

ای میل: lahore@tanzeem.org

-2 **اِسلام آباد** : مکان نمبر 20، گلی نمبر 1، فیض آباد ہاؤسنگ اسکیم ، نزد فلائی اوور برج، 1-8/4

فون: (051)4434438 فیکس: (051)4435430

ای میل: islamabad@tanzeem.org

-3 **پشاور** : A-18، ناصر مینشن، شوبہ بازار، ریلوے روڈ نمبر 2، پشاور

فون/فیکس: (091) 214495

-4 **نوشہرہ**: آفس نمبر 4، دوسری منزل، کنٹونمنٹ پلازہ، نزد بس اسٹینڈ

فون: (0923)610250 فیکس: (0923)613532

ای میل: nowshera@tanzeem.org

-5 **فیصل آباد**: P-157، صادق مارکیٹ، ریلوے روڈ، فیصل آباد

فون/فیکس: (041) 624290

-6 **ملتان** : قرآن اکیڈمی، 25 آفیسرز کالونی، ملتان فون/فیکس: (061) 521070

-7 **گوجرانوالہ**: خواجہ بلڈنگ، بیرون ایمن آبادی گیٹ، نزد شیرانوالہ باغ

فون: (0431) 271673

-8 **جھنگ** : مکان نمبر B-XII-1088/I، محلّہ چمن پورہ، جھنگ صدر

فون: (0471) 620637 فیکس: (0471) 614220

-9 **سکھر**: A-7، ہاؤسنگ سوسائٹی، شکار پور روڈ، سکھر فون: (071) 30641

-10 **کوئٹہ**: 28 سید بلڈنگ، بالمقابل پبلک ہیلتھ اسکول، جناح روڈ فون: (081)842969